سید عطاء المحسن بخاری

جائزہ

پیپلز پارٹی کی سلور جوبلی

پیپلز پارٹی اپنے قیام سے اب تک پچیس برس پورے ہونے پر سلور جوبلی کا جشن منا رہی ہے۔ جیالوں کا موج میلہ ہے۔ مصنوعی بہار، میک اپ کا نکھار، اور مرحوم اقتدار پیپلز پارٹی اپنے ورثہ پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ پاکستان کا ملٹی کلچرل گروپ لبنی بدرنگی کو بوقلمونی کا نام دے یا کلر میچنگ کی جدوجہد، انہیں سجتا ہے۔ اس کا انہیں حق ہے کہ وہ جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ اس معرکہ رنگ و بو میں غریب عوام آخری صف میں بھی دکھائی نہیں دیئے جن کے نام پر اس جماعت کا قیام عمل میں آیا اور جسکے لئے اس طبقہ کے لوگوں نے بیش بہا قربانیاں دیں۔ اس سرزمین کا المیہ ہی یہ ہے کہ "جنکی خاطر بہار آئی وہی شگوفے کھٹک رہے ہیں تمہاری آنکھوں میں خار بن کر"۔ پیپلز پارٹی "معاہدہ تاشقند" کے منفی تاثر کی تخلیق ہے۔ اس کے اس منفی تاثر کے مزاج نے اسے سوشلزم کی گود میں پھینک دیا۔ پاکستان بھر کے سوشلسٹ یہ سمجھ بیٹھے "شاید کہ بہار آئی"۔ مگر جلد ہی نوابوں، رئیسوں، جاگیرداروں اور وڈیروں کے اقتدار نے ان کو خزاں آشنا کر دیا وہ ایک ایک کر کے پیپلز پارٹی سے الگ ہو گئے اور پاکستان میں بائیں بازو کی مختلف پارٹیوں میں پناہ گیر ہوئے۔ پیپلز پارٹی کو بڑا دھکا لگا۔ خصوصاً جب بھٹو صاحب نے قذافی سٹیڈیم میں اعلان فرمایا کہ: "ہم پاکستان میں رشیا کا سوشلزم نہیں چاہتے بلکہ ہم تو مغربی جرمنی جیسا سوشلزم چاہتے ہیں" تو "بقیۃ السیف" سوشلسٹوں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ تمناؤں اور آرزوؤں کا آشیاں جس تیزی سے تعمیر ہوا تھا اس سے ہزار گنا سپیڈ سے باٹم پر آرہا۔ اور وہ اس فریب کا ماتم کرتے ہوئے کنج عافیت میں پناہ گیر ہوئے۔ تیسرا طبقہ جو گھات لگائے چیتے کی طرح دبکا بیٹھا تھا وہ مختاری چالوں سے آراستہ ہو کر میدان میں خم ٹھونک کر اتر آیا اور یہ نعرہ لگایا کہ قائد اعظم مسلک جعفری رکھتے تھے۔ اور قائد عوام بھی ہمارے ہیں۔ اور پاکستان کے تمام جعفری یا علی مدد کہتے ہوئے پیپلز پارٹی کا بازوئے زنجیر زن بن گئے۔ مگر انہی دنوں جناب بھٹو کی فوج سے ان بن ہو گئی۔ جناب بھٹو کسی فوجی کی مونچھوں سے اپنے بوٹ کے تسمے بنانے کے فقرے چست کرتے رہے۔ اور،

نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گزر گیا

راکھ کے اس ڈھیر میں شعلہ بھی تھا اور چنگاری بھی سلگ رہی تھی۔ شعلہ، افغانستان میں شعلۂ جوالہ بنا لیکن جلد ہی باپ کی جاگیر سے حصہ نہ ملنے کے صدمہ کی تاب نہ لاتے ہوئے شعلۂ خاکستر ہو گیا "الذوالفقار" اپنے زخم چاٹنے لگی حافظ الاسد، بھارت اور ایران بھی اس کے زخم مندمل نہ کر سکے۔

میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی

چنگاری نے سلگنے میں گیارہ برس لگائے۔ برطانیہ امریکہ اور اس کے ذلہ رباؤں نے بے نظیر صاحبہ کو پاکستان کے مقدر سے کھیلنے کا موقع دیا جو محترمہ نے انتقامی سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ورکر، جو نت نئے خواب دیکھتے ہیں پھر سٹریٹ ورکر بن کر یہ گیت گاتے ہوئے سنے گئے:

وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
ناچسرہؔ عنابی نا آنسوئے پیازی

محترمہ کی یہ غلط فہمی شاید از منہ وسطیٰ کی تحریکوں کا مطالعہ کرنے سے بڑھی کہ سٹریٹ ورکر اس دور میں بھی انقلاب لا سکتا ہے حالانکہ یہ نظریہ دم توڑ چکا ہے۔ خصوصاً رشیا کے کرچی کرچی ہونے کے بعد تو یہ بہت فرسودہ طریقِ کار بن چکا۔ اب تو افتخار گیلانی صاحب یا اعتزاز صاحب راگ بلاول میں آدھی رات کے بعد انقلاب گا سکتے ہیں۔ انقلاب لا نہیں سکتے۔

انقلاب تو صنعتوں کے عام ہونے سے آئے گا۔ انقلاب دولت سے آئے گا۔ اور زمیندار اتنی دولت نہیں دے سکتا جتنی صنعتکار دے سکتا ہے۔ زمانہ اپنی روش بہت بدل چکا ہے، دنیا سمٹ کے رہ گئی ہے، سیٹلائٹ نے ہمیں بہت کچھ دکھا دیا ہے۔ خود مر کے غیروں کی حکومتیں قائم کرنا اب ورکروں کے بس میں نہیں۔ مسائل زندگی اتنے گھمبیر ہو گئے ہیں کہ عام آدمی اب امن اور چین کی زندگی چاہتا ہے۔ جو اس سیاسی غل غپاڑے میں نہیں مل سکتی اور تجربہ اس پر شاہد ہے کہ پیپلز پارٹی کو دو دفعہ حکومت مل چکی ہے مگر"

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

البتہ پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت کی کچھ یادگاریں محفوظ ہیں۔

۱۔ پہلے ایوب خاں کو ڈیڈی کہا پھر اسے ایوب کتا کہا گیا۔

۲۔ شیخ مجیب الرحمن الیکشن جیت کر اُبھرا مگر اسے دبا دیا گیا۔

۳۔ "ادھر ہم اُدھر تم" کا دیا کھیان، آدھے پاکستان کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا تو مجیب الرحمن پھر ابھرے اور قائد اعظم کا احسان برہم پتر میں پھونک دیا بنگلہ دیش ایک حقیقت بنا دیا گیا۔

۴۔ پولینڈ کی پیش کردہ قرارداد پھاڑ ڈالی۔

۵۔ بھٹو صاحب اس حال میں نئے پاکستان میں تشریف لائے کہ ۹۰ ہزار پاکستانی فوج ہندوؤں کے رحم و کرم پر تھی۔ آتے ہی اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہو گئے۔ اور فوج کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے منصوبہ بندی کے تحت جنگی قیدیوں کی فلمیں دکھائی گئیں۔

۶۔ نئے پاکستان کے وزیر اعظم نے غریب عوام پر پشتینی نواب، جاگیردار اور سفاک وڈیرے مسلط کر دیئے۔

۷۔ صنعتوں کو قومیایا گیا اور جن لوگوں سے "توقعات" پوری نہ ہوئیں ان کا ٹینٹوا دبا دیا۔ یوں غریب عوام کا رانجھا راضی کر دیا گیا۔

۸۔ عورت کو بے جمالو کی تھاپ پر نچوایا گیا۔ پیپلز پارٹی ایک زبردست ملٹی کلچرل پارٹی بن گئی۔

۹۔ علماء کا تمسخر اڑایا گیا۔ حتیٰ کہ مفتی محمود صاحب مرحوم کو قومی اسمبلی سے اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا اور اس موقع پر شلوار اتارنے کی کوشش بھی کی گئی۔ جی بھر کے بے عزتی کی گئی۔ حالانکہ وہ پی پی کے حلیف بھی رہ چکے تھے۔

۱۰۔ مخالفوں کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ حکومت کی شہ پر فیصل آباد کے ایک صنعتکار کو چمنی کے ساتھ

باندھ کر ہلاک کر دیا گیا۔

۱۱۔ سندھ میں لسانی فساد کرایا گیا۔ غیر سندھیوں کو مہر کہہ کر خوب مارا گیا۔ سندھ بدر کیا گیا۔ مال واسباب لوٹا گیا، عصمتیں تار تار کی گئیں۔

۱۲۔ ولی خان کی حریفانہ سیاست سے عاجز آکر بھٹو صاحب نے لیاقت باغ کے جلسے سے لاشیں اٹھانے سے بھی دریغ نہ کیا۔

۱۳۔ پنجاب سے ڈاکٹر نذر خواجہ محمد رفیق کو اور نواب محمد احمد خان کو گولی سے ہمیشہ کے لئے سلا دیا گیا۔ بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولوی شمس الدین کو شہید کیا گیا۔ سرحد میں عبدالصمد اچکزئی کو قتل کیا گیا۔

تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ایست

۱۴۔ پیپلز پارٹی کے جیالے ہر مرکزی مقام پر شراب، زنا، جواء، اور اغواء برائے زنا کے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہو گئے ابلیس ننگا ناچنے لگا۔ اور زوال شروع ہو گیا۔ قومی اتحاد کی تحریک چلی۔ نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگا۔ مظالم نے مہیب جبڑے کھولے، جوانان رعنا قربان ہوئے، نظام مصطفیٰ کے نعرے پر جان وار گئے زندگی بھر کی متاع ہار گئے۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ ہمالہ نہ رویا مگر شاہی مسجد کے مینار راوی کے بل کھاتے ہوئے پانی میں ڈوب ڈوب گئے! عصمتیں لٹیں، داڑھیاں نوچی گئیں، علماء کو گھسیٹا گیا، طلباء کو مسجدوں کی چھتوں سے اٹھا کر زمین پر دے مارا گیا، پیپلز پارٹی نے خون کی ہولی کھیلی، حسن معصوم کو نوچا، جیالوں نے معصوموں کی لاشوں کو بھنبھوڑا، مکانوں کو آگ لگائی، دکانیں لوٹیں، عزتیں پامال کیں، آبادیاں ویران کیں، سیاسی و دینی کارکنوں پر ڈی پی آر عام کر دی۔ غنڈہ ایکٹ کے تحت مقدمات بنائے گئے، جیلوں میں ڈالا گیا۔۔۔۔!

یہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، غریب عوام کا اقتدار ہے، انسان دوستوں کا دور ہے۔۔۔۔۔۔!

پردہ گرتا ہے۔ بھٹو صاحب پھانسی پا گئے۔ مارشل لاء آیا جس کی مونچھوں سے بوٹ کے تسمے بنانے کی آرزوئیں مچلتی تھیں وہ آیا اور گیارہ برس مسلسل اصلاحات کیں لیکن اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ آرزوئیں، تمنائیں اور خواہشیں حسرتوں کا مزار بنی کسی آنے والے کا راہ تکا کیں۔ اسی دورانئے میں آشیاں جل گیا، دل ڈوب گیا، فضا تاریک ہو گئی، مستقبل نابینا ہو گیا "چراغوں کو بجھایا جا رہا ہے" دُور کسی ویرانے میں نعشیں جلتی رہیں اسلم بیگ صاحب اسلام آباد کی رونقیں نہ چھوڑ سکے ان کی زندگی مترنم ہو گئی وہ جھوم جھوم گئے۔ لیکن لاکھوں دماغ گھوم گھوم گئے۔ میں نے تب بھی خطبۂ جمعہ میں کہا تھا آج بھی کہتا ہوں یہ پاکستان کا دوسرا لیاقت علی ہے۔ شہید ملت، شہید جہاد افغانستان۔ لیکن شہید تیغ ابن سبا بھی ہے۔ اشتری حیلہ گر عثمان بن عفانؓ کا خون پی گئے۔ یہ تو ضیاء الحق تھے۔ حق مغفرت کرے۔ عجیب آدمی تھے جب تک جیئے ٹھاٹھ سے جیئے۔ اور مرے تو صنم آباد میں شادیانے بجے۔ جمہوریت کی بین بجنے لگی اور اس کی دھنوں پر ویمنز ونگ کا بریک ڈانس شروع ہو گیا۔ بے نظیر صاحبہ اپنے والد صاحب کی طرح سوء اتفاق سے جمہوری جنگ جیت گئیں۔ لیکن مسلم لیگ خواب شیریں سے بیدار کر گئیں۔ بے نظیر صاحبہ نے اپنے "سنہری" دور اقتدار میں:

۱۔ کشمیر کا مسئلہ سارک کانفرنس میں راجیو آنجہانی کو دعوت دے کر آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل کر دیا۔

۲۔ نیوکلیئر کے نہایت حساس مسئلہ پر امریکہ بہادر کی مرضیوں کی تکمیل کی جس کا انداز نہایت خوبصورت تھا۔

۳۔ پاکستان کو معاشی و اقتصادی طور پر صف آخری کا ممبر بنا دیا۔ بنگلہ دیش، سکم بھوٹان، پاکستان، ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔

۴۔ پیپلز پارٹی کے اس دور حکومت میں ایک متفقہ آئین کو صرف اس لئے ختم کرنے کی مذموم کوشش کی گئی کہ اس میں قرآن و سنت کی بالادستی جزوِ آئین بنا دی گئی تھی۔

۵۔ اپنے مخالفین کو اقتصادی انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔

۶۔ مذہب بیزاری، دینی حلقوں کا استہزاء اور فسق و فجور عام ہوا۔

۷۔ ابنِ سباء و ابن علقمی کی سیاسی اولاد لنگر لنگوٹ کس کے اپنے خمینی عزائم کی تکمیل کے لئے پھر پیپلز پارٹی کے سیکولرازم میں چھپ گئے۔ اور جنگ جمل والا شبخون مارنے کے لئے گھات میں بیٹھ گئے۔ اور اب پیپلز پارٹی مظلوموں کے حلقے میں شامل ہونے کے لئے لانگ مارچ کے سبائی طریقوں پر چل نکلی ہے۔ مہربانی ہے علماء کی جو اس موقع پر آندھی کے ساتھ نہیں تھے ورنہ ۷۰ء اور ۸۸ء والا حادثہ پیش آسکتا تھا۔ مگر کیا کیا جائے اس جمہوریت بی بی کا جس نے علماء کو اپنے دامِ تزویر میں پھر پھانس لیا۔ کوئی سرحد میں وزارت اعلیٰ کے لئے پی پی سے جائز تعلقات استوار کرنے کی فکر میں ہے تو کسی نے احمد علی لاہوری کی گدی پر بے نظیر کو بٹھا کر اس خانقاہ کے وقار میں قابلِ ذکر اضافہ کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اب بھی اقتدار کی چولیں ڈھیلی ہو سکتی ہیں اور دینی کارکنوں کا سر اونچا ہو سکتا ہے۔ اگر دینی طبقے متحد ہو جائیں اور صرف اور صرف دین کے استحکام کے لئے جدوجہد کریں۔ ہمارے خیال میں موجودہ عشرہ پاکستان کے دینی حلقوں کے لئے آخری موقع ہے۔

آنچہ شرط بلاغ است باتو می تویم
ای ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

آپ کے عطیات

محاسبہ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلسِ احرار اسلام کو دیجئے۔

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک: اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان۔